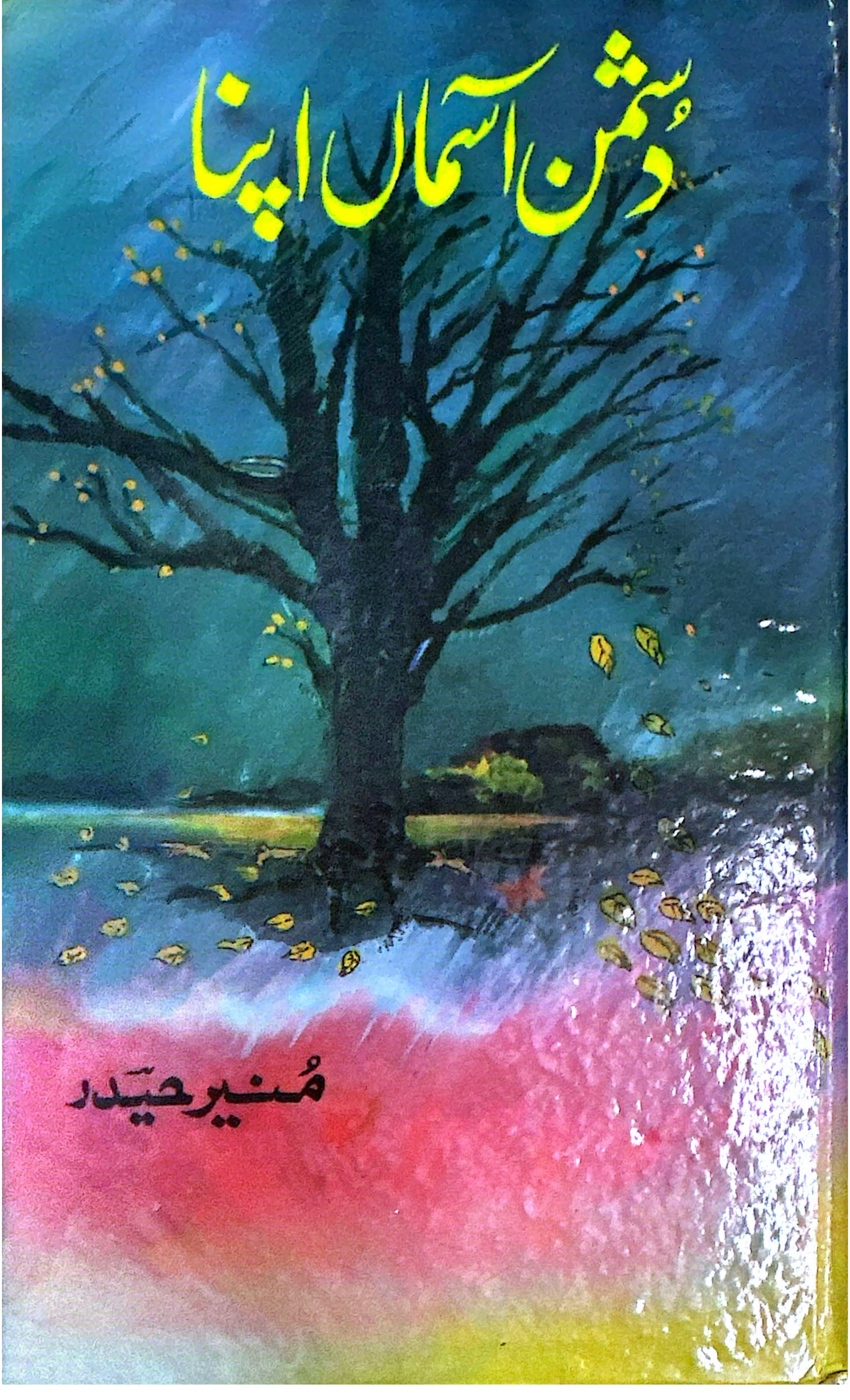

Scanned with
CamScanner

انتساب

اپنے والد

محترم حیدر زمان حیدر

کے نام

Scanned with CamScanner

فکراور احساس کے حسین امتزاج کا شاعر

" دشمن آسماں اپنا" جناب منیر حیدر کا پہلا مجموعہ کلام ہے اس شعری مجموعے کا نام " دشمن آسماں اپنا" غالباً اُنھوں نے اپنے تجربات سے کشید کیا ہے، جو انہیں دور حاضر کے جبرو استبداد اور خود غرضانہ روّیے سے حاصل ہوئے ہیں ۔سمندر پار مقیم شاعر جناب منیر حیدر ایک ذہین نوجوان ہیں۔ جن میں آگے بڑھنے کی بڑی امنگ دکھائی دیتی ہے ۔ ان کی شاعری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کلاسیکی ادب سے لگاوٴ کے ساتھ ساتھ شاعری کے عصری تقاضوں کا بھی احساس ہے جہاں ان کی شاعری میں رومان پرور اور حسن آفریں خیالات دکھائی دیتے ہیں، وہاں عہد حاضر کے اخلاقی انحطاط اور مسائل کو اجاگر کرنے کی جھلک بھی نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔

دشمن آسماں اپنا کا شاعر اپنے ماحول کے حسن پر فریفتہ ضرور ہے مگر اس ماحول کی ویرانیوں سے بھی بخوبی آگاہ ہے جس کا اظہار اس نے اپنی اکثر غزلوں میں کیا ہے ۔

جناب منیر حیدر جہاں اپنے جمالیاتی تصوّرات اور افکار کو منطقی اسلوب سے نظم کرتے ہیں، وہاں زمانے کی ناہمواریوں اور بے اعتدالیوں پر بھی سیدھے سادے انداز میں طنز کرتے نظر آتے ہیں۔ جُوں جُوں ان کے ذہن کے تخلیقی دریچے وا ہوتے جائیں گے، توں توں شمع افروزی کے اس عمل میں مزید مہارت سے اور نکھار آتا جائے گا، چونکہ یہ انکی پہلی کاوش ہے، اس لیئے مشق سخن کا تسلسل شاعری پر ان کی گرفت کو

یقیناً اور مضبوط کرتا جائے گا جذبے کا نکھار سوچ کا انداز اور فن کی سچائی اس شعری مجموعے کے مطالعہ کا تقاضا ضرور کرتی ہے ۔

جناب منیر حیدر ایک حساس اور نازک خیال شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ہی شریف النفس اور ملنسار انسان ہیں اور مجھے امید ہے کہ یہ اُبھرتا ہوا نوجوان شاعر ایک دن ادبی افق پر ایک روشن ستارہ بن کر ضرور جگمگائے گا۔

غلام مصطفی بیکس

کویت

26 اگست 1995ء

Scanned with CamScanner

کچھ منیر حیدر کے بارے میں

منیر حیدر کویت میں نووارد ہیں، ادب میں نہیں یہ بات حتمی طور پر اس لئے ضبط تحریر میں لائی گئی ہے چونکہ ان کے والد محترم جناب حیدر زمان۔ حیدر بھی شاعر اور محقق ہیں۔ ہندکو زبان و ادب کے لئے ان کی خدمات کچھ پوشیدہ نہیں ۔ ابھی تک انکی تین چار کتابیں منظرعام پر آ چکی ہیں ہونہار سپوت ورثے میں آئی ہوئی شے میں کٹوتی پسند نہیں کرتے بلکہ اس میں مزید اضافے کی فکر کرتے ہوئے کڑی دوپہروں کے سفر سے بھی باز نہیں آتے، یہی وجہ ہے کہ ان کی کاوشوں پر ان کے والد محترم کی گہری چھاپ نظر آتی ہے

مرنجان مرنج قسم کے اس نفیس نوجوان سے پہلی ملاقات کویت ٹائمز اردو کے ایڈیٹر، معتبر صحافی اور نقاد جناب سعید صفدر کی وساطت سے ہوئی۔نرم دمِ گفتگو اور گرم دمِ جستجو کے قائل منیر حیدر کے اس رکھ رکھاؤ میں تعلیم کا بہت اثر ہے۔ایم اے کے دوران ان کا مضمون لٹریچر تھا۔ پاکستان میں کچھ دنوں تک اردو کے لیکچرار بھی رہے ۔ پھر کویت چلے آئے اس ریگزار

میں بھی آپ ان کے لہجے کی نفاست سے مرعوب ہوئے بناں نہیں رہ سکتے ان کی آنکھوں سے ترقی پسند تحریک ڈھکی چھپی نہیں ۔ اور اس جدیدیت نے نئے ذہنوں پر جو دھاک بٹھا رکھی ہے اس پر بھی ان کی عمیق نگاہ ہے۔ اس کے باوجود بھی انہوں نے آج تک کسی ازم سے وابستگی کا اظہار ارادی یا غیر ارادی طور پر نہیں کیا بلکہ جو محسوس کیا اسے قلمبند کرنے کی سعی کی، یہی وجہ ہے کہ جب وہ اپنی چھوٹی چھوٹی خوشیوں اور دکھوں کوشاعری کا موضوع بناتے ہیں، تو پوری طرح کامیاب نظر آتے ہیں۔ سادہ اور سلیس شعروں میں دکھ کی لے ایک نیا موڑ لیتی نظر آتی ہے۔ ان کی محبتیں اور نفرتیں انکی شاعری کا جوہر ہیں۔ اظہار میں صداقت کی آواز کو دور سے پہچانا جا سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو "اِک اور سفر کا" آخری بند

میری منزل کہاں ہے؟

مجھے معلوم نہیں
کہ ابھی تو
مجھے وجود ذات سے نکل کر
آگ کا دریا عبور کرنا ہے
سب اندھیروں کو دُور کرنا ہے ---!!

جہاں انہوں نے دلآویز معنویت سے پُر آزاد و نثری نظمیں کہی ہیں وہاں غزل کا آہنگ بھی کھنکتا نظر آتا ہے روایت سے وابستگی برقرار رکھتے ہوئے اپنے لئے نئی راہیں تلاش کرنے کا حوصلہ بدرجہ اتم موجود ہے۔

Scanned with CamScanner

مرت اور ہو کوئی ذکر بہار رہتا ہے
شب فراق ، ترا انتظار رہتا ہے
گلوں کے رنگ تو کل دھوپ چاٹ جائے گی
وجہ یہی ہے شجر سوگوار رہتا ہے

منیر حیدر کی بیشتر شاعری بدی کی قوتوں کے خلاف جہاد کا درجہ رکھتی ہے ۔ اور عمل میں حرکت اور مقصدیت کے اعلان نامے پر مہر ثبت کرتی ہے ۔ امن ، آسودگی اور محبتوں کے پھول کھلانے کا جتن کرتے ہوئے زندگی کی صعوبتیں جھیلتے ہوئے ، جی داری سے شہر کہہ کر " دشمن آسماں اپنا " کی صورت میں شائع کروا کے قاری و ناقد کی کی عدالت میں پیش کرنے کی جرأت پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔

نور پرکار
(کویت)
9 ۔ اگست 1995ء

دو ایک باتیں

میرے احباب زمانہ طالب علمی میں وقتاً فوقتاً مجھ سے کلام کی اشاعت کی فرمائش کرتے رہتے تھے، اس وقت تو یہ کام جوئے شیر لانے کے مترادف لگتا تھا، مگر وقت نے کروٹ لی تو یوں محسوس ہوا کہ اب بکھری بیاضوں کو یکجا کرلیا جائے، شاید اسکی بڑی وجہ کویت کی خوشگوار ادبی فضا ہے، جس نے کسی حد تک میری فکر و فن کو جلا بخشی، ڈیڑھ برس قبل جب میں یہاں پہنچا تھا تو میرے لیئے کویت کے لوگ اور ماحول سب کچھ اجنبی تھا مگر کویت کے اس صحرا میں بسنے والے شعراء و ادباء نے جس انداز میں مجھے خوش آمدید کہا، اس میں حد درجہ خلوص، چاہت اور اپنائیت نظر آئی۔ یہ خلوص و محبت نہ صرف میرے لیئے حوصلہ افزا بلکہ یوں سود مند ثابت ہوا کہ میں نے "دشمن

آسماں اپنا" کا مسودہ تیار کر کے اشاعت کیلئے پاکستان بھیج دیا۔
بذات خود میں اپنی شاعری کے متعلق کچھ کہنے کے حق میں نہیں، اس لیئے کہ اس کا فیصلہ تو خود قارئین کو کرنا ہے، ہاں البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ میں بچپن سے قطعاً شاعری نہیں کر رہا، کالج کا دور تھا (جو کہ زیادہ پرانی بات نہیں) ادب کے طالب علم کی حیثیت سے شعرو شاعری سے لگاؤ بڑھا اور شعر کہنے کی طرف طبعیت مائل ہوئی اس کے بعد مختلف اوقات میں جو دیکھا جو سوچا جو محسوس کیا اس کو شعر کے قالب میں ڈھالنے کی سعی کی اس مجموعہ میں زیادہ تر کلام میرے کالج دور کی یادگار ہے، دیارِ غیر میں جو تھوڑا بہت لکھا، وہ بھی اس میں شامل کر دیا گیا ہے۔
وہ بزرگ اور احباب جنہوں نے اس مجموعہ کی اشاعت میں میری رہنمائی کی اور اپنے قیمتی مشوروں اور آراء سے نوازا، ان سب کا تہہ دل سے ممنون ہوں پاکستان میں محترم پروفیسر صوفی عبدالرشید (صدر شعبہ اردو گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج ایبٹ آباد) جناب حسام حر، جناب ش۔ شوکت اور پروفیسر خاطر غزنوی اور کویت میں محترم نور پرکار اور محترم غلام مصطفیٰ بیکس کا بطور خاص شکر گزار ہوں۔
پڑھنے والوں کو اس شعری مجموعہ سے اگر کوئی کام کی چیز مل جائے تو اسے میں اپنی کامیابی سمجھوں گا۔

منیر حیدر
(کویت)
29 اگست 1995ء

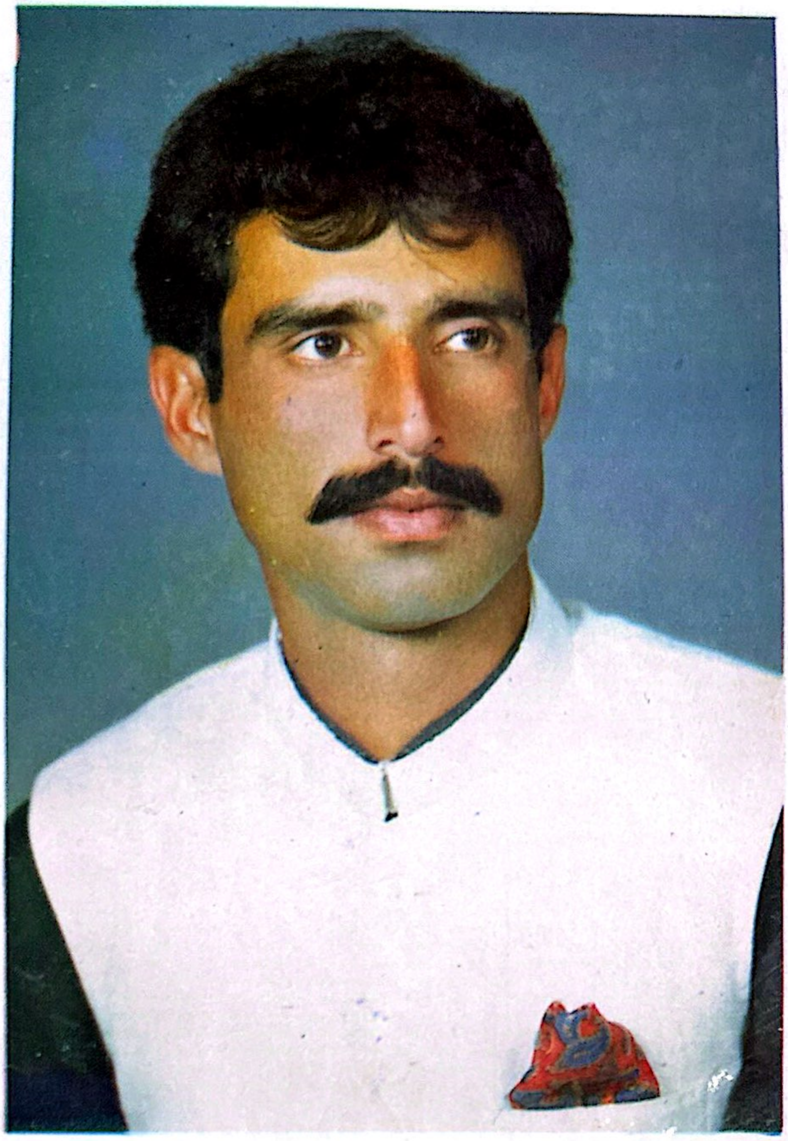

اَب مفلسوں کے شہر میں کیا رزق ڈھونڈیے
آؤ چلیں اُدھر کو جدھر آسماں کھُلے

نوجوان شاعر منیر حیدر کا پورا نام راجہ منیر حیدر ہے۔ آپ ۲۲ مارچ ۱۹۶۶ء کو ایبٹ آباد کے مشہور مقام شملہ پہاڑی کے دامن میں واقع بانڈہ پھگواڑیاں کے تاریخی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ ہندکو زبان کے مشہور شاعر، ادیب، محقق اور نقاد جناب حیدر زمان حیدر کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ میٹرک تک آپ نے ایبٹ آباد کے مختلف سکولوں میں تعلیم حاصل کی۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج ایبٹ آباد سے گریجویشن کرنے کے بعد یہیں شعبہ اردو میں داخلہ لیا اور ۱۹۹۱ء میں پشاور یونیورسٹی سے ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ یکم جنوری ۱۹۹۴ء کو آپ بسلسلہ روزگار کویت چلے گئے اور تا حال وہیں مقیم ہیں۔